عمارتوں کو بعض اوقات ''ہیکل'' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے جبکہ شکوک وشبہات سے دور رکھنے کے لئے چند ممالک میں انہیں ہیکل کے بدلے''ہال'' بھی کہا جاتا ہے۔

☆ گرانڈ لاج کے صدر کو اصطلاحاً ''Worshipfiul Master'' کہا جاتا ہے۔ لاجز میں ایک Tiler (ٹائل لگانے والا) بھی رکھا جاتا ہے جس کی ذمے داری لاج میں جاری اجلاس کے دوران لاج کے مختلف دروازوں کی نگہبانی ہوتی ہے۔

☆ ارکان کو اس بنیاد پر آگے ترقی (Degree) دی جاتی ہے کہ اس نے خود اپنی ذات کے بارے میں معلومات، دوسرے ارکان کے ساتھ تعلق، اور ہستی مطلق کے ساتھ رشتے کو کس حد تک اُستوار کیا ہے۔

☆ ہال میں سیاست ومذہب کے بارے میں گفتگو کی ممانعت ہے۔ان کی اپنی تشریح کے مطابق خدا کو ایک ماننے والے اپنے ایمان پر، اور خدا کو تین ماننے والے اپنے ایمان پر رہ کر بھی ان کے رکن رہ سکتے ہیں۔''ہستی مطلق'' کے بارے میں ان کی اصطلاح ''معمارِ اعظم'' استعمال کی جاتی ہے۔

☆ اجلاس میں شرکت کے لیے ارکان مختلف اشاروں اور دستی علامات سے اپنی شناخت ظاہر کرتے ہیں۔مقصد کسی غیر رکن کو اجلاس میں شرکت کرنے سے روک دینا ہوتا ہے۔ان علامات کو کبھی کسی دوسرے پر ظاہر نہ کرنے کی خاطر ہر ایک رکن سے حلف رازداری لیا جاتا ہے۔

☆ لاجز کے دستور کے تحت یہ بات طے کردی گئی ہے کہ صرف مرد حضرات ہی اس کے رکن بن سکتے ہیں۔تاہم تنظیم کے دیگر ذیلی اداروں میں خواتین کا داخلہ ممنوع نہیں ہے۔اسی قسم کی ایک تنظیم کا نام DAUGHTER OF THE NILE ہے۔

☆ ۱۹۱۷ کے ایک پاپائی فرمان نے واضح طور پر اعلان کر دیا تھا کہ فری میسنری میں شامل ہونے والے عیسائیوں کو مذہب سے خارج کر دیا جائے گا۔

☆ تحریک فلسطین ''حماس'' نے اعلان کیا ہے کہ Rotary اور اسی جیسے دوسرے گروپ بھی دراصل فری میسنری ادارے ہیں۔

☆ پاکستان میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۲ میں فری میسنری کو خلاف قانون قرار دے کر اس کے تمام اثاثے ودفاتر کو بحق سرکار ضبط کرلیا تھا۔

☆ عراق میں صدام حسین نے اپنے دور میں صیہونی اصولوں اور فری میسنری کے فروغ کے لئے کام کرنے والوں کے خلاف موت کی سزائیں نافذ کی تھیں۔

☆ باہمی شناخت کی خاطر فری میسنری اپنے کوٹ پر Forget Me Not والے نیلے پھول کے بیج لگاتے ہیں تاکہ ہٹلر کے

ہاتھوں پہنچنے والے دکھ پر قوم کو باخبر رکھ سکیں۔

☆ ''ماسٹر میسن'' کسی لاج کی سب سے اونچی ڈگری ہوتی ہے جسے لاج کی ''تھرڈ ڈگری'' بھی کہا جاتا ہے۔

☆ بعض مسلم دانشور حضرات ''فری میسنری تنظیم'' کو دجال کا پیش خیمہ کہتے ہیں جس کا مقصد مسجد اقصیٰ کو ڈھا کر اس کی جگہ یہودیوں کا روایتی ''ہیکل اعظم'' تعمیر کرنا ہے۔

☆ فری میسنری مخالف عالمی مفکرین و مصنفین، امریکہ کے نائن الیون سانحے کا ذمے دار بھی اسی کو ٹھہراتے ہیں تاکہ صیہونی ارکان دنیا میں اپنا تشکیل کردہ نیا عالمی نظام قائم کر سکیں۔

☆ بعض گرجا گھر بھی فری میسنری تنظیم کو اس بنیاد پر مسترد کرتے ہیں کہ اسکا خدا عیسائیوں کا خدا نہیں ہے۔

امریکی ضخیم انسائی کلو پیڈیا کولیر اس ضمن میں مزید بیان دیتی ہے۔(۳۲)

''فری میسنری وہ تنظیم ہے جس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔لیکن حیران کن طور پر ان میں سے کوئی ایک بھی تعریف دلچسپی رکھنے والے افراد کو مطمئن نہیں کر سکی ہے۔اس کی ایک عمومی تعریف یہ بھی ہے کہ ایک تنظیم جو اخلاقی مقاصد کے نظام پر مبنی ہے اور جسے تمثالی زبان میں بیان کیا جاتا ہے، اور جس کی وضاحت مختلف علامات سے کی جاتی ہے۔۱۷۱۷ء میں لندن میں اس کا پہلا باقاعدہ لاج قائم کیا گیا جس کے بعد بہت ہی کم عرصے میں یہ نہ صرف پورے انگلستان میں بلکہ یکے بعد دیگرے دوسرے عیسائی ممالک میں بھی پھیل گیا۔انسائی کلو پیڈیا وضاحت کرتی ہے کہ امریکی آئین کا بانی بنجمین فرینکلن پینسلوانیا امریکا کا پہلا گرانڈ ماسٹر تھا اور تنظیم کا پہلا دستور بھی اسی نے مرتب کیا تھا جس کی سرپرستی اوّلین گرانڈ لاج نے ۱۷۲۳ء میں کی تھی۔فری میسنری کا ایک اصول تمثالی زبان میں بادشاہ سلیمان علیہ السلام کے مسمار شدہ عظیم ہیکل کی تعمیر پر بھی ہے۔جس پر عقیدہ رکھے بغیر کسی بھی فرد کو ''میسن'' (ممبر) تسلیم نہیں کیا جاتا ہے(۳۳)۔واضح رہے کہ یہودی حضرت سلیمان کو نبی نہیں بلکہ ایک دانا بادشاہ کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

''آج سے نصف عشرے قبل تک رومن کیتھولک چرچ اور دیگر کئی پاپاؤں نے ابتدائی اٹھارہویں صدی ہی سے اس تنظیم پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا تھا۔تاہم بیسویں صدی کے وسط میں فری میسنری اور کیتھولک چرچ کے تعلقات میں بہتری پیدا ہونی شروع ہو گئی تھی۔امریکی فری میسن صدور میں جارج واشنگٹن، تھیوڈور روز ویلٹ، فرینکلن روز ویلٹ، اور ٹرومین شامل ہیں۔

گزشتہ صفحات میں بیان کردہ میسن ممبر کے تین درجے (۱) تربیتی (۲) ساتھی اور (۳) ماسٹر، اصطلاحی زبان میں ''بلیو لاج'' کہلاتے ہیں۔

نائٹ ٹیمپلرز(KNIGHT TEMPLARS):

اگر فری میسنری کی تاریخ بیان کی جائے گی تو ناگزیر ہے کہ ٹیمپلرز کی تاریخ اور فری میسن سے اس کے تعلق کو بھی بیان کیا جائے۔کیونکہ دونوں کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم کا سا ہے۔

Templars بظاہر ایک عیسائی تنظیم ہے جسے ۱۱۲۸ میں قائم کیا گیا تھا۔واضح رہے کہ مسلمانوں کے خلاف برپا کی جانے والی عیسائی صلیبی جنگوں (Crusades) کے دوران ہی اس تنظیم کا نام سننے میں آیا تھا۔اس دور میں یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کی حیثیت سے سامنے آئے تھے۔تیرھویں صدی (یعنی ۱۲۰۱ تا ۱۲۹۹) میں انگلینڈ،فرانس،اور دیگر یورپی ممالک میں ہر طرف ٹیمپلرز ہی ٹیمپلرز پھیلے ہوئے نظر آتے تھے،اور ان کا سرکاری اثر رسوخ اتنا بڑھ گیا تھا کہ انگلستان کے ''میگنا کارٹا'' (اعلان حقوق آزادی) کے دستخط کنندگان میں بھی وہ شامل ہو گئے تھے۔یہ میگنا کارٹا دراصل اس وقت کے انگریز جاگیرداروں نے اپنے دور کے انگلش بادشاہوں سے جون ۱۲۱۵ء میں منوایا تھا۔(۳۴)

ان کا اپنا ایک مخصوص لباس تھا۔یعنی سفید رنگ کا لمبا چغہ جس پر سرخ رنگ کی صلیب کڑھی ہوتی تھی۔تنظیم کے ارکان کو تقریبات اور رسومات کے ذریعے بتایا جاتا تھا کہ یروشلم کی حفاظت کے لیے عیسائیوں نے کس طرح اپنی جانیں قربان کی تھیں اور کس طرح مسلمان لشکریوں کو شکستوں سے دوچار کیا تھا(۳۵)۔انہی ٹیمپلرز عیسائیوں میں سے بعض کو Knight Templar کا خطاب بھی دیا گیا تھا۔

'نائٹ ٹیمپلرز' میں شامل لفظ ''ٹیمپل'' ہی دراصل یہودیوں کے ٹیمپل (ہیکل) کی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ ۷۰ سالوں تک ہیکل کی پہاڑی ان ٹیمپلرس کا صدر دفتر بنی رہی تھی (۳۶)۔انگلینڈ اور فرانس کے نوابوں نے اسے جس مقصد کے لئے قائم کیا تھا،وہ یہ تھا کہ یروشلم جانے والے عیسائی زائرین کے سفر کو محفوظ بنایا جائے کیونکہ اس دور میں یہ سفر سخت غیر محفوظ تھے اور لوٹ مار اور قتل و غارت گری کی وارداتیں عام تھیں۔ان ٹیمپلرز نے اپنا صدر مقام بھی یروشلم ہی کو قرار دیا تھا۔واضح رہے کہ یروشلم کے ہیکل کے باہر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی ہوئی تھی۔تنظیم جیسے جیسے آگے بڑھتی رہی بیشتر عیسائی امراء (Knights) بھی اس میں شریک ہوتے چلے گئے۔حتیٰ کہ پھر یہ عیسائی دنیا کی سب سے زیادہ دولت مند اور سب سے زیادہ مضبوط تنظیم بن گئی۔اپنا ایک مقصد انہوں نے یہ بھی قرار دیا تھا کہ لاطینی و رومی دارالحکومت یروشلم کے دفاع کو وہ مضبوط سے مضبوط تر کریں گے۔ترکی کے ہارون یحییٰ لکھتے ہیں کہ ''فرانسیسی اور انگریزی شاہی خاندان،ٹیمپلرز کی کثیر رقوم کے بوجھ تلے دبے ہوتے تھے اور اپنے کاروبار مملکت چلانے کے لئے ان سے رقوم ادھار لینے کے منتظر رہتے تھے۔بادشاہوں کے اس طرز عمل نے ٹیمپلرز کو من مانی کرنے اور قومی پالیسیوں کو اپنے مقاصد میں ڈھالنے کی کھلی چھٹی عطا کر دی تھی (۳۷)۔تنظیم میں بہر حال لبرل،آزاد خیال،اور پروٹیسٹنٹ عیسائیوں کی بھرمار تھی جبکہ کیتھولک عیسائیوں کے لئے اس میں کوئی بڑی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ ان کے پوپس (Popes) نے اپنے

فرمانوں کے ذریعے ٹیمپلرز کو پہلے ہی رد کیا ہوا تھا۔

عیسائیت اور یہودیت میں اگرچہ سودی کاروبار کو منع کیا گیا ہے لیکن شریعت کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ ٹیمپلرز دل کھول کر سودی مالیات کا کاروبار کرتے تھے جس کے بعد جنگ وجدل ان کا بنیادی کردار نہ رہ سکا۔ بینکنگ نما کاروبار کے آغاز کا سہرا بھی دراصل انہی لوگوں کے سر جاتا ہے (۳۸)۔ ۱۱۸۷ء میں چونکہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے یروشلم میں انہیں یکبارگی ایسی شکست دے دی تھی کہ پھر اس کے بعد وہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکے تھے۔ اسی کے بعد سے انہوں نے اپنا صدر مقام Acre (فلسطین) میں منتقل کرلیا تھا۔ لیکن بعد میں آپس کی خانہ جنگیوں کے باعث ۱۲۹۱ء میں جب یہ شہر بھی مسلمانوں نے اپنے قبضے میں لے لیا تو اپنا صدر مقام انہوں نے یونان میں منتقل کرلیا۔ (۳۹)

حد سے زیادہ وسیع اختیارات اور بے پناہ مالی وسائل کے باعث ٹیمپلرز پر حد سے زیادہ خوداعتمادی سوار ہوگئی تھی، اور وہ سخت ترین رازداری، جو اس تنظیم کا اصل حصہ تھی، اس سے بھی ٹیمپلرز اب لاپروائی برتنے لگے تھے۔ اس لئے ۱۳۰۷ء میں فرانس کے بادشاہ فِلپ اور پوپ کلیمینٹ پنجم نے اس تنظیم پر وار کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یہ لوگ پورے یورپ کو صرف مذہبی طور پر ہی نہیں بلکہ سیاسی طور پر بھی بالکل تبدیل کردینا چاہتے ہیں (۴۰)۔ پوپ کلیمینٹ نے واضح طور پر جان لیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بجائے اب شیطانی رسوم کی پوجا کرتے ہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے نازیبا الفاظ بھی استعمال کرنے پر اتر آئے ہیں۔ اپنی شیطانی رسومات میں وہ اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ صلیب پر تھوکنے، اپنے ارکان کے کولھوں کو چومنے، اور ہم جنس پرستی کرنے میں بھی ٹیمپلرز کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتے (۴۱)۔ چنانچہ سرکاری طور پر اس تنظیم پر نہ صرف یہ کہ پابندی لگادی گئی بلکہ ان کے ارکان کو آگ میں زندہ بھی جلایا جانے لگا۔ لیکن نائٹ ٹیمپلرز اس کے بعد بھی باز نہ آئے اور حکومت و پوپ کو خوف زدہ کرنے کے لئے انہوں نے دہشت گردانہ کارروائیاں شروع کردیں۔ اس طرح کے لوگ جب تعذیبی عدالتوں (Inguisition Courts) مین بدترین سزاؤں سے گزرا کرتے تھے تو دہشت گردانہ کاروئیوں کا وہ خود اقرار کرلیتے تھے۔ ۱۳۱۴ء مین جب ان کے گرانڈ ماسٹر Jacques de Molay اور دیگر عہدیداران کو زندہ آگ میں جلادیا گیا تب جاکر اس سیاہ تنظیم کا خاتمہ ہوا۔ (۴۲)

لیکن اس کے بعد سے اب ان کے دوسرے اور موجودہ دور کا آغاز بھی ہوا۔ یعنی فری میسنری تنظیم کی تقویت۔ خود کو مزید عقوبتوں سے محفوظ رکھنے کی خاطر اب انہوں نے پہلے سے موجود فری میسنری تنظیم میں خود کو داخل کرلیا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے یہودی عہدیداروں کے ساتھ مل کر ان تمام عیسائی بادشاہوں کے خلاف درپردہ سازشوں کا سلسلہ شروع کردیا جنہوں نے ان کے ارکان اور گرانڈ ماسٹر کو زندہ جلایا تھا۔ فرانس کا انقلاب بھی دراصل انہی فری میسنز یا ٹیمپلرز کا لایا ہوا تھا جس کے بعد فرانسیسی بادشاہ لوئیس سولہ کو ایک عوامی چوک میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ موقعہ واردات پر ایک ٹیمپلر خوشی سے چلا اٹھا کہ "گرانڈ ٹیمپلر، ہم نے تمہاری موت کا بدلہ لے لیا ہے"۔ (۴۳)

واضح رہے کہ مغربی سائنسدان سر فرانس بیکن بھی انگلینڈ کے ٹیمپلز کا گرانڈ ماسٹر، قبالہ اور کالے جادو کے علوم کا ماہر تھا(۴۴)۔اسی طرح ملکہ وکٹوریہ کا بڑا بیٹا ایڈورڈ ہفتم بھی جو بعد میں وہاں کا بادشاہ بنا تھا، انگلش فری میسنری کا گرانڈ ماسٹر تھا۔(۴۵)

دنیا کو اپنا غلام بنانے اور ایک شتر بے مہار معاشرہ قائم کرنے کی خاطر یہودیوں نے دنیا بھر میں جو مختلف جال پھیلائے ہیں، فری میسنری بھی دراصل انہی جالوں کا ایک بڑا حصہ ہے۔لیکن افسوس کہ سب کچھ سمجھنے اور جاننے کے باوجود دنیا صہیونیوں کے شکنجوں سے نکلنے کو تیار بھی نہیں ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) احمد بشیر، فری میسنری، صفحہ ۹۸۔راولپنڈی۔اسلامک اسٹڈی فورم۔جنوری ۲۰۰۱ء

(۲) Farooqi, Misbahul Islam-Free Masonry-Page 18- Karachi..Cultural Studies Circle,.June 1968

(۳) یحییٰ، ہارون۔صلیبی جنگجو۔ترجمہ چوہدری، منظر غنی۔صفحہ ۱۱۳۔لاہور۔خزینۂ علم وادب۔۲۰۰۳ء

(۴) احمد بشیر۔ایضاً۔صفحہ ۵۹

(۵) سیڑھی کا ذکر تورات کتاب ''پیدائش'' میں بھی دیا ہوا ہے۔آیت ۱۲' ۲۸۔''خواب (یعقوب) میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک سیڑھی زمین پر کھڑی ہے۔اس کا سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔اور فرشتے اس سے اترتے اور چڑھتے ہیں۔

(۶) Farooqi (Do) -Page 26

(۷) احمد بشیر۔ایضاً، صفحہ ۵۷

(۸) احمد بشیر۔ایضاً، صفحہ ۵۷

(۹) Farooqi (Do) -Page 30

(۱۰) احمد بشیر۔ایضاً، صفحہ ۳۱۹

(۱۱) احمد بشیر۔ایضاً، صفحہ ۲۷۸

(۱۲) (i) یحییٰ، ہارون۔ایضاً، صفحہ ۷۱۔۷۰، (ii) Thomson, Ahmad, Dajjal Who has No Clothes-Page 69-London, Taha Publishers. 1995-

(۱۳) Guy Carr, William, Pawns in the Game.Page 117..Print Line NA,

(۱۴) Guy Carr, William, do, Page 117.. do..

(۱۵) یحییٰ، ہارون۔ایضاً، صفحہ ۱۲۲

(۱۶) یحییٰ، ہارون۔ایضاً، صفحہ ۱۲۲

(۱۷) نگار، ڈاکٹر، سجاد ظہیر۔جدید ترکی۔صفحہ ۸۴، کراچی، قرطاس۔کراچی یونیورسٹی۔دسمبر ۲۰۰۱ء

(۱۸) یحییٰ، ہارون۔ایضاً، صفحہ ۶۳

(۱۹) (i) Encyclopadea, Colliers-Vol 10-Page 339,,McMillan Educational Company New York (ii) یحییٰ ہارون۔ایضاً۔صفحہ ۳۷

(۲۰) Thomson Ahmed..Page 46-49..

(۲۱) Thomson Ahmed.. Page 106..

(۲۲) Thomson Ahmed P.106..

(۲۳) Thomson Ahmed P.49..

(۲۴) Encyclopadea, Colliers ..Vol 10..P.337

(۲۵) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۳۲۔(تصویر)

(۲۶) احمد بشیر۔ایضاً،صفحہ۱۲۷

(۲۷) احمد بشیر۔ایضاً،صفحہ۱۲۸

(۲۸) اقبال، ابوضیا۔محمد ندوی۔قاسم محمود، سید۔راسپوٹین۔لاہور، مکتبہ شاہکار۔جنوری۱۹۷۸ء(خلاصہ)

(۲۹) (i) احمد بشیر، ایضاً۔صفحہ۵۸ Back Title Farooqi(ii)

(۳۰) Oxford pocket Dictionary.. Ed VII, 1996..Publisher NA

(۳۱) Website..wickipadea.org/wiki/freemasonary

(۳۲) Encyclopadia Colliers Vol 15.Page 503

(۳۳) Encyclopadia, Colliers. Vol 15..P 504

(۳۴) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۲۳

(۳۵) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۲۵۔۲۴

(۳۶) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۱۵

(۳۷) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۳۰

(۳۸) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۲۹

(۳۹) Encyclopadia,Colliers.Vol 14 P.122..

(۴۰) Encyclopadia,Colliers..Vol 14.. P.122

(۴۱) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۴۲

(۴۲) Encyclopadia Colliers. Vol 14..P.122

(۴۳) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۴۹

(۴۴) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۶۰

(۴۵) یحییٰ، ہارون۔ایضاً،صفحہ۷۳

سید قطب۔فکر وفن کے آئینے میں

عمیر رئیس*

ABSTRACT:

Syed Qutub is one of the distinguished writers in Modern Arabic Literature. Recent Arab Spring and struggle for revival of Islam in Egypt and other countries is an ultimate result of his thoughts adopted by successive Muslim generations. His books especially MILESTONES, and Fii-ZILALIL QUR'AN have played vital role to promote his thoughts throughout the World. Brief introduction of his work has been presented in this article.

تعارف:

سید قطب جدید عربی ادب کی نمایاں ترین شخصیات میں سے ہیں، آج اسلام کے نشأۃ ثانیہ کی کاوشوں کے پیچھے جو فکر کارفرما ہے یہ فکری بیداری پیدا کرنے والوں میں سید قطب کا نام سرفہرست ہے مشرق ومغرب میں ان کی حمایت ومخالفت میں کئی کتب لکھی گئیں ہیں پھر بھی آج کی دنیا کے مسائل اور اس کے اسلامی حل کے لیے سید قطب کی کتب بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔اس مقالہ میں سید قطب کی کتب کے ذریعہ اُن کی فکر کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

مختصر حالات:

سید نام، قطب خاندانی نام، ابراہیم قطب والد کا نام، اور والدہ کا نام فاطمہ حسین عثمان (۱) تھا۔مصر میں اسیوط کے گاؤں ''موشا'' میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی اور والدہ کی خواہش کے مطابق قرآن حفظ کرلیا۔ جب آپ کا گھرانہ قاہرہ کی نواحی بستی حلوان منتقل ہوا تو آپ نے قاہرہ کے مدرسے ''**تجهزیه ثانویه**'' میں داخلہ لے لیا۔

۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۳ء تک دار العلوم قاہرہ کالج سے فن تعلیم میں بی۔ایڈ کی ڈگری حاصل کی، وہیں تدریس کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔(۲) کچھ عرصے بعد انسپکٹر آف اسکولز کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں وزارت تعلیم کی طرف سے جدید تربیت کے مطالعہ کے لیے امریکا بھیجا گیا۔ وہاں آپ ۱۹۴۹ء تک رہے۔واپسی پر اٹلی، سوئیز لینڈ اور برطانیہ کا دورہ کرتے ہوئے مصر پہنچے۔

امریکا سے واپسی پر آپ نے الاخوان المسلمون کی دعوت کا تفصیلی مطالعہ کیا۔اور ۱۹۴۵ء میں آپ اس سے وابستہ ہوگئے۔ فروری ۱۹۴۹ء میں اخوان کے مرشد عام شیخ حسن البنّاء شہید کردیئے گئے۔اور اخوان کو مصر میں خلاف قانون قرار دے

* ریسرچ اسکالر، شعبہ عربی، کراچی یونیورسٹی برقی پتا: rumairarabi@gmail.com

تاریخِ موصولہ: ۱۵رمئی ۲۰۱۱ء

دیا گیا۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں مصر میں فوجی انقلاب آیا تو اسی دور میں اخوان پر حکومت کی طرف سے سختیوں میں کمی آ گئی۔ اسی دور میں الشیخ حسن الہضیبی اخوان کے صدر، عبدالقادر عودہ جنرل سکریٹری اور سید قطب مجلس عاملہ کے رکن اور مرکزی دفتر میں شعبہ دعوت کے انچارج مقرر تھے انہوں نے اپنے آپ کو ''اخوان'' کے لیے وقف کردیا۔ جولائی ۱۹۵۴ء میں وہ جریدہ ''الاخوان المسلون'' کے مدیر مقرر رہوئے (۴)۔ مگر اینگلو مصری پیکٹ کی مخالفت کے جرم میں اس جریدہ پر ۶ ستمبر ۵۴ء میں حکومت مصر نے پابندی عائد کردی۔ مصری حکومت کے فوجی حاکم جمال عبدالناصر اور اخوان کے درمیان کشمکش شدت اختیار کرگئی جسکی وجہ سے چند ہفتوں میں اخوان کے پچاس ہزار کارکن جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔ ۱۳/ جولائی ۱۹۵۵ء میں سید صاحب کو پندرہ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ شام کے ہفتہ وار ''الشہاب'' نے اس کی روداد لکھی ہے:

''فوجی افسر سید قطب کو گرفتار کرنے کے لیے ان کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ شدید بخار میں مبتلا تھے اسی حالت میں انہیں پابند سلاسل کیا گیا اور جیل تک پیدل لے جایا گیا وہ شدت مرض سے راستے میں بے ہوش ہو کر گر جاتے ہوش آتا تو ''اللہ اکبر وللہ الحمد'' کا ورد جاری و ساری رہتا۔

انہیں فوجی جیل میں داخل کیا گیا، جیل میں داخل ہوتے ہی جیل کے کارندے ان پر ٹوٹ پڑے اور دو گھنٹہ تک ان کو زدوکوب کرتے رہے پھر ان پر ایک خوفناک فوجی کتا چھوڑ دیا جو ان کی ران کو منہ میں پکڑ کر گھسیٹتا رہتا۔ پھر ایک کوٹری میں ان سے مسلسل سات گھنٹوں تک سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔ جیل میں انہیں طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی رہیں۔ رات میں تنگ وتاریک جیل کی کوٹری میں ڈال دیئے جاتے صبح انہیں پریڈ کرائی جاتی، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ متعدد بیماریوں کا شکار ہو گئے اور انہیں فوجی ہسپتال میں منتقل کردیا گیا۔'' (۵)

ایک سال بعد انہیں کہا گیا کہ آپ ایک معافی نامہ لکھ دیں تو آپ کو رہا کردیا جائے گا اسکے جواب میں آپ نے فرمایا:

''مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو مظلوم سے کہتے ہیں کہ ظالم سے معافی مانگ!

خدا کی قسم!! اگر معافی کے چند الفاظ مجھے پھانسی سے نجات دلا سکتے ہوں تب بھی میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں، میں اپنے رب کے حضور اس حال میں پیش ہونا چاہتا ہوں کہ میں اس سے خوش ہوں اور وہ مجھ سے خوش''۔ (۶)

۱۹۶۴ء تک آپ مختلف جیلوں میں رہے اس دوران آپ نے اس دور کی منفرد اسلوب بیان کی حامل تفسیر فی ظلال القرآن لکھی۔ ۱۹۶۵ء میں آپ کو دوبارہ گرفتار کرلیا گیا۔ اگست ۱۹۶۶ء میں سید قطب اور ان کے دو ساتھیوں کو فوجی ٹریبونل نے موت کی سزا سنائی۔ پوری دنیا کے شدید احتجاج کے باوجود ۲۵/ اگست ۱۹۶۶ء کو آپ کو پھانسی دے دی گئی۔ اس طرح اللہ کا یہ بندہ شہادت سے سرفراز ہوا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سید قطب کی تخلیقات:

سید شہید کی کئی اصناف ادب میں تخلیقات ہیں،آپ نے تفسیر میں ایک منفرد اسلوب کی حامل فی ظلال القرآن لکھی۔اسی طرح آپ کی تصنیف ''التصویر الفنی فی القرآن'' اعجاز قرآن کے موضوع پر ممتاز ومنفرد ہے۔اسی طرح دور جدید میں اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے آپ نے جو کچھ لکھا اس میں بھی آپ کا اسلوب چودھویں رات کے چمکتے ہوئے چاند کی طرح ہے آپ کی تمام تخلیقات میں ادب کی چاشنی اور رعنائی اپنے عروج پر ہے۔الفاظ کا حسن،تراکیب، استعارے اور تشبیہات میں ایسی ہم آہنگی اور گہرائی ہے کہ انسان اس بحر میں غواصی کر کے اس کے تمام موتیوں کو سمیٹ نہیں سکتا مگر ہر بات مدلل ہے، جہاں عقلی دلائل کی ضرورت ہے وہاں عقلی استدلال اور استنباط اپنے عروج پر ہے۔آپ **معالم فی الطریق** کو پڑھیں یا **خصائص التطور الاسلامی و مقوماته** کو پڑھیں۔ہر جگہ یہ رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔

فی ظلال القرآن کی خصوصیات:

سید قطب نے اعجاز قرآن پر اپنی معجز بیان تصنیف **التصویر الفنی فی القرآن** اور **مشاھد القیامة فی القرآن** قرآن کے ادبی حسن وجمال پر اختصار سے جو اشارات کیے تھے وہیں تفسیر میں قرآنی ادبیات کی باریکیوں اور رعنائیوں کو سید نے پوری تفصیل اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔

الف) سید قطب کی تفسیر کو پڑھتے ہوئے انسان محسوس کرتا ہے کہ قرآن اللہ تبارک وتعالیٰ کی معجزانہ کتاب ہے۔قرآن کے ادبی ولغوی اور فکری اعجاز کی باریکیوں کو جس خوبصورتی سے سید نے بیان کیا ہے یہ حسن وجمال کسی اور مفسر کو عطا نہیں ہوا۔

ب) جدید وقدیم افکار ونظریات کا حسن امتزاج ہے جو جدت روح قرآنی سے متصادم نظر آئی اسکا بھرپور ابطال کیا۔ اسی طرح قدما کے ہاں بھی جو افکار ونظریات قرآن کی روح کے منافی تھے ان پر آپ نے کُھل کر لکھا ہے۔ علامہ اقبال کے آپ بڑے مدّاح ہیں۔لیکن ان کے بعض نظریات کا ابطال کیا ہے۔

ج) اس تفسیر کو پڑھتے ہوئے پورا قرآن الفاظ ومعانی کا ایک خوبصورت ہار نظر آتا ہے جس کا ہر موتی ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔آپ نے قدیم اور جدید مفسرین سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔جدید افکار ونظریات، سائنس اور فلسفہ کے نام پر اٹھائے گئے شکوک وشبہات پر انتہائی سلاست مگر انتہائی مدلل بحث کی ہے۔

د) اسرائیلیات اور فقہی موشگافیوں سے اجتناب کیا ہے۔

ان کی تفسیر پڑھتے ہوئے انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ اس میں تو میری بات ہے،میرے زمان ومکان کی بات ہے۔ جیسے قرآن کہتا ہے: **فیه ذکر کم افلا تعقلون** (یعنی قرآن میں تمہارا ہی تذکرہ ہے،تم سمجھتے کیوں نہیں ہو)

سید حامد علی نے اسکا اردو ترجمہ کیا تھا جو کہ ہندوستان پبلی کیشنز، دہلی سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔پاکستان میں سید

معروف شاہ شیرازی نے بھی اردو ترجمہ کیا ہے جسکا پہلا ایڈیشن جولائی ۱۹۹۷ء میں جبکہ دوسرا ایڈیشن فروری ۱۹۹۸ء میں ادارہ منشورات اسلامی، منصورہ، لاہور سے شائع ہوا۔

۲۔ **العدالة الاجتماعية فی الاسلام**: اسکا پانچواں ایڈیشن **دار احیاء الکتب العربیة** قاہرہ نے شائع کیا ہے یہ کتاب ۱۹۴۷ء میں لکھی گئی ۱۹۴۸ء میں اسکا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔اس کتاب کے اردو، فارسی، ترکی، انگریزی اور کئی زبانوں میں تراجم ہوچکے ہیں۔اردو ترجمہ ہندوستان کے ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے ''اسلام کا عدل اجتماعی'' کے نام سے کیا تھا۔اس کتاب میں سید قطب نے ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی انسانیت کو عادلانہ معاشی نظام فراہم کرسکتا ہے، نہ اشتراکیت نہ ہی سرمایہ دارانہ جمہوریت۔

۳۔ **ھذا الدین**: اس کا دوسرا ایڈیشن **دار القلم** سے شائع ہوا۔اس کتاب کا ایک ایڈیشن **دار الشروق بیروت** سے بھی طبع ہوا ہے۔اسکا اردو ترجمہ جناب اظہر غوری ندوی نے کیا جو مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی سے ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب **المستقبل لھذا الدین** کے نام سے بھی شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب میں سید قطب نے اسلامی نظام کی خوبیاں اور خصوصیات بیان کی ہیں۔اسلامی نظام کیوں اور کیسے قائم کیا جائے؟اس سوال کا مدلل اور مفصل جواب یہ کتاب ہے۔(۷)

۴۔ **معرکة الاسلام والراسمالیة**: (اسلام اور سرمایہ داری کی جنگ):اس کا دوسرا ایڈیشن **دار الاخوان للطباعة والصحافة** نے شائع کیا ہے۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔۱۹۵۲ء میں اس دوسرا ایڈیشن اور ۱۹۶۶ء میں سید قطب کی شہادت کے بعد تیسرا ایڈیشن عرب دنیا میں پھیل کر اپنے اثرات دکھا رہا تھا۔

ظلم واستبداد اور لوٹ کھسوٹ کے جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف سید قطب نے کھل کر لکھا جبکہ اس وقت آزادیِ فکر کے علمبردار ڈاکٹر طہٰ حسین اور احمد حسن زیات جیسے ادیب مصلحتوں کی چادر اوڑھ کر خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔

۵۔ **السلام العالمي والاسلام**: (عالمی سلامتی اور اسلام) اس کا تیسرا ایڈیشن **مکتبة وھبة شارع ابراھیم عابدین قاہرہ** سے شائع ہوا۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۲ء میں طبع ہوا، آخری باب میں امریکی اور روسی استعمار کی چالوں اور سازشوں کو بے نقاب کر دیا ہے اس لیے مصری حکومت نے آخری باب کو کتاب سے حذف کرنے کا حکم دیا۔

۶۔ **دراسات اسلامیة**: اسکا پہلا ایڈیشن **مکتبة لجنة الشباب المسلم** نے شائع کیا۔

۷۔ **التصویر الفني في القرآن**: اس کتاب کا آٹھواں ایڈیشن **دار المعارف مصر** نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔اس موضوع پر سید قطب شہید نے ایک مضمون مصر کے معروف مجلّہ ''**المقتطف**''میں ۱۹۲۹ء میں لکھا۔(التصویر الفني في القرآن ص نمبر: ۹) ،اس کتاب میں سید شہید نے اسالیب اعجاز قرآن پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اعجاز القرآن کا سب سے بڑا سبب قرآن کا انتہائی پر کشش اور جاذب قلب ونظر اسلوب بیان اور اسکی ادبی صورت ہے۔

۸۔ **مشاهد القيامة في القرآن**: (قرآن میں روز قیامت کے مناظر) اس کا چوتھا ایڈیشن **دار المعارف مصر** نے شائع کیا۔

۹۔ **معالم في الطريق**: (نشان راہ) اسکا ایک ایڈیشن **دار الشروق** نے ۱۹۷۳ء(۱۳۹۳ھ) میں شائع کیا۔ یہ سید شہید کی آخری تالیف ہے۔اس میں آپ نے دنیا کے موجودہ حالات کے حوالے سے لکھا ہے۔کہ اب دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے، جمہوریت اور اشتراکیت دونوں ناکام ہو چکے ہیں۔انسانیت کے مسائل حل کرنے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے۔صرف اسلام ہی آج کے انسان کے تمام مسائل حل کرسکتا ہے۔(۸)

۱۰۔ **خصائص التصور الاسلامي و مقوماته، فكرة الاسلام عن الله والانسان والكون والحياة**: (اسلامی تصور کی خصوصیات اور اسکی بنیادیں، اللہ، انسان، کائنات اور حیات کے بارے میں اسلام کا نکتۂ نظر) اسکا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۷ء (۱۳۷۸ھ) میں شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ سید شہید احمد نے کیا جو کہ اسلامک بک پبلشرز لاہور نے شائع کیا۔

اس کتاب کی غرض وغایت خود مؤلف کے الفاظ میں:

> **"واخيرا فان هذا البحث ليس كتابا في الفلسفة ولا كتابا في الاصوات و لاكتابا في الميتا فينزيقا انه عمل يميله الواقع وهو يخاطب الواقع ايضا. لقد جاء الاسلام لينقذ البشرية كلها من الركام الذي كان ينوء بافكارها وحياتها."**
>
> (آخری بات، یہ تخلیق نہ تو کوئی فلسفہ کی کتاب ہے نہ ہی علم اصوات اور نہ ہی مابعد الطبیعات کوئی کتاب، بلکہ یہ کاوش حقیقت پر مبنی ہے۔اس کا موضوع حقیقت ہے، اسلام اس لیے آیا تھا کہ پوری انسانیت کو اس تاریکی سے نجات دلائے جو اسکی زندگی اور افکار و نظریات پر چھائی ہوئی تھی)۔(۹)

۱۱۔ **النقد الادبي: اصوله ومناهجه**: (ادبی تنقید، اس کے اصول اور اسالیب) اسکا تیسرا ایڈیشن **دار المعارف** نے شائع کیا۔ یہ ایک خالص ادبی تخلیق ہے۔ادب کی بنیاد نقد پر ہے۔

۱۲۔ **المدينة المسحورة**: (سحر زدہ شہر) اسکا پہلا ایڈیشن **دار سعد مصر فجالة** سے شائع ہوا۔ یہ بھی ایک خالص ادبی تخلیق ہے۔جس میں **الف ليلة وليلة** کی کہانیوں کے سلسلے کو سید قطب نے اپنے انداز میں آگے بڑھایا ہے۔

۱۳۔ **اشواک**: (کانٹے) یہ ناول سید قطب کی رومانوی فکر کا شاہکار ہے اس میں آپ نے جذبہ محبت کے پاکیزہ احساسات کو قلمبند کیا ہے۔

۱۴۔ **طفل من القرية**: اسکا پہلا ایڈیشن **لجنة النشر للجامعين** نے شائع کیا۔ یہ ڈاکٹر طہ حسین کی آپ بیتی "الایام" کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہ ایک آپ بیتی ہے۔افسانوی ادب میں سید قطب کی تین تخلیقات ہیں۔

الف)طفل من القرية

ب)اشواک

ج) المدينة المسحورة

د) ان تینوں میں سب سے پہلے لکھی گئی کتاب ''طفل من القرية'' ہے۔اس ناول میں واقعیت کی بھرپور عکاسی ہے۔دیہاتی زندگی، وہاں کے باشندوں کا رہن سہن تعلیمی اور ثقافتی سطح کا نقشہ بڑے ہی خوبصورت اور دل کش انداز میں کھینچا ہے۔(۱۰)

۱۵۔ الاطياف الاربعة: اسکا پہلا ایڈیشن لجنة النشر للجامعين نے شائع کیا۔یہ چاروں بھائی بہنوں کی مشترکہ کاوش ہے۔

۱۶۔ القصص الديني: اسے بھی لجنة النشر للجامعين نے شائع کیا۔اسکی تالیف استاذ عبدالحمید جودۃ السحار کے اشتراک سے ہوئی۔

۱۷۔ کتب و شخصيات: مختلف کتب اور شخصیات پر انکے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے، ناشر لجنة النشر للجامعين ہے۔

۱۸۔ مهمة الشاعر في الحياة: (زندگی میں شاعر کا کردار)،اسکی اشاعت لجنة النشر للجامعين نے کی۔یہ سید قطب کی پہلی ادبی تخلیق ہے۔

۱۹۔ نقد کتاب مستقبل الثقافة: یہ مصر کے مشہور ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین پر انکی تنقید ہے اس کتاب میں ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے مصر کے نظام تعلیم کے بارے میں اپنے افکار و نظریات پیش کیے ہیں۔

۲۰۔ امريكا التي رايت: (امریکا جو میں نے دیکھا): وہ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۱ء تک امریکا میں رہے انہوں نے امریکی معاشرہ کو بہت قریب سے دیکھا۔یہ کتاب ان کے مشاہدات، تجربات اور احساسات کا مجموعہ ہے۔

۲۱۔ نحو مجتمع اسلامي: اس کتاب کا موضوع اسلامی معاشرہ کی خصوصیات ہے۔

۲۲۔ الشاطئ المجهول: یہ ایک شعری مجموعہ ہے۔

۲۳۔ قافلة الرقيق: غیر مطبوعہ دیوان ہے

۲۴۔ حلم الفجر: یہ بھی شعری مجموعہ ہے

۲۵۔ الكاس المسمومة: غیر مطبوعہ دیوان ہے

۲۶۔ المستقبل لهذا الدين: یہ کتاب ھذا الدین کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

اسلوب اور نمونہ نثر:

سید قطب کی نثر میں حسن ورعنائی کے ساتھ سلاست وروانی ہے ان کے استدلال اور استنباط میں انتہائی معقولیت موجود ہے۔ وہ اپنے نکتۂ نظر کو محکم دلائل کے ساتھ پوری وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اپنے مدعا کو بیان کرنے کے لیے نہایت مناسب الفاظ وتراکیب اختیار کرتے ہیں۔ اعجاز قرآن کے جس ادبی پہلو کو سید قطب نے ''فی ظلال القرآن'' اور ''التصویر الفنی فی القرآن'' میں اجاگر کیا ہے۔ ایسا عکس خود ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ ان کی تحریر مسجع ومقفیٰ عبارت آرائی کے تکلف سے پاک ہے۔ لیکن اس میں ایک خاص نغمگی اور موسیقیت ہے۔

وہ ''التصویر الفنی فی القرآن''، ''الاهداء'' کے تحت رقمطراز ہیں:

''اے میری ماں! گاؤں میں رمضان کا پورا مہینہ جب ہمارے گھر پر قاری حضرات قرآن کی دل نشیں انداز میں تلاوت کیا کرتے تھے تو تو گھنٹوں کان لگا کر، پوری محویت کے ساتھ پردے کے پیچھے سنا کرتی تھی۔ میں تیرے پاس بیٹھا جب شور کرتا تھا جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے تو مجھے اشاروں کنایوں سے باز رہنے کی تلقین کرتی تھی اور پھر میں بھی تیرے ساتھ کان لگا کر سننے لگ جاتا۔ میرا دل الفاظ کے معجزانہ حسن سے محظوظ ہوتا اگرچہ میں اس وقت مفہوم سے ناواقف تھا۔

تیرے ہاتھوں میں جب پروان چڑھا تو تو نے مجھے بستی کے ابتدائی مدرسہ میں بھیج دیا۔ تیری سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ اللہ میرے سینے کو کھول دے اور میں قرآن حفظ کرلوں اور اللہ مجھے خوش الحانی سے نوازے اور میں تیرے سامنے بیٹھا ہر لمحہ تلاوت کیا کروں۔ چنانچہ میں نے قرآن حفظ کرلیا اور یوں تیری آرزو کا ایک حصہ پورا ہوگیا۔''

''اے ماں! تیرا ننھا بچہ، تیرا نوجوان لختِ جگر آج تیری تعلیم وتربیت کی طویل محنت کا ثمرہ تیری خدمت میں پیش کررہا ہے، اگر حُسنِ ترتیل کی اس میں کمی ہے تو حسنِ تاویل کی نعمت سے وہ ضرور بہرہ ور ہے۔''(۱۱)

آپ کا بیٹا سید

اس کتاب کے پہلے عنوان لقد وجدت القرآن کے تحت لکھتے ہیں:

''ابھی میں چھوٹا بچہ تھا کہ قرآن پڑھنے لگا، مگر اسکے معانی ومطالب تک رسائی میرے لیے ممکن نہ تھی اور نہ ہی اس کے عمیق افکار کا میرا فہم ادراک کرسکتا تھا، تاہم میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا اور اپنے جی میں قرآن کی تلاوت سے عجب سی لذت محسوس کرتا تھا میرا سیدھا سادہ اور چھوٹا سا دماغ قرآن میں وارد شدہ بعض خیالات کو مجسم صورت میں میرے سامنے پیش کرتا یہ تصاویر گو سادہ اور بے نقش ورنگ ہوتیں تھیں مگر ان کی وجہ سے میں اپنے اندر عجیب ذوق وشوق اور لذت محسوس کرتا طویل عرصہ یہ کیفیت طاری رہی اور میں ان تصاویر سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

ان سادہ تصاویر میں سے جو اس وقت میرے ذہن میں مرتسم ہوا کرتی تھیں ایک وہ تصویر تھی جو اس آیت کی تلاوت کرتے وقت میرے سامنے آن موجود ہوتی تھی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ اطۡمَاَنَّ بِهٖ وَ اِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ انقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ... [اورلوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہوکر) خدا کی عبادت کرتا ہے۔اگر اس کو کوئی (دنیاوی) فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جائے اور اگر کوئی آفت پڑے تو الٹے پاؤں لوٹ جائے (یعنی پھر کافر ہو جائے) اس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔یہی تو صریح نقصان ہے]۔(۱۲)

اس خیالی تصویر کو اگر میں کسی کے سامنے پیش کروں تو اسے ہنسنا نہیں چاہیے میری نگاہ کے سامنے یہ تصویر یوں ابھرتا کہ میں ان دنوں ایک گاؤں میں رہتا تھا اور گاؤں کے قریب ہی وادی کا ایک خاص ٹیلہ میری نگاہ میں تھا اسے دیکھ کر میرے تصور میں یہ بات آتی تھی کہ گویا ایک شخص ہے جو ایک جھکے ہوئے بلند مکان کے کنارے یا تنگ سے ٹیلہ کی چوٹی پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے لیکن وہ کھڑا ہونے پر قادر نہیں بلکہ یوں کانپ رہا ہے گویا کہ گرا ہی چاہتا ہے۔اور میں اس کے سامنے کھڑا بڑے ذوق وشوق کے عالم میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں اور عجیب کیف ونشاط محسوس کرتا ہوں۔

اس طرح جو تصویر مجسم ہو کر میرے سامنے آتی تھیں،ان میں سے ایک وہ ہے جو اس آیت کو پڑھتے ہی میرے سامنے آجاتی:

وَ اتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِىۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ۝ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَ لٰـكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ‌ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡـكَلۡبِ‌ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَثْ ... (اور انہیں اس شخص کا حال سنا دے جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ ان سے نکل گیا پھر اس کے پیچھے شیطان لگا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آیتوں کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو یہ حالات بیان کر دے شاید کہ وہ فکر کریں)۔(۱۳)

میں اس آیت کے معنی ومطلب تو نہ سمجھتا تھا مگر اس کے پڑھتے ہی میرے چشم تصور کے سامنے ایک تصویر آموجود ہوتی میں دیکھتا کہ ایک شخص منہ کھولے، زبان لٹکائے میرے سامنے کھڑا برابر ہانپتا جارہا ہے۔ میں اس کے سامنے کھڑا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہتا لیکن میں یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے میں اس کے قریب جانے کی جرات بھی نہیں کرسکتا تھا۔اس طرح کی مختلف صورتیں میرے کوتاہ ذہن میں منقش ہوتی تھیں اور میں ان میں غوروفکر کرتے ہوئے بہت لطف اندوز ہوتا، ان ہی کی وجہ سے مجھ میں ذوق تلاوت پیدا ہوا اور قرآن کریم کی تلاوت کے وقت اس کی وادیوں میں ایسی تصاویر کو تلاش کرتا رہتا تھا''۔(۱۴)